© rasailojaraid.com

علامہ شبلی نعمانی

اور ان کی کتاب سیرۃ النبی ﷺ

(جلد اول وجلد دوم) کا تنقیدی جائزہ

حافظ محمد یاسین بٹ شعبہ علوم اسلامیہ

ایسوسی ایٹ پروفیسر (یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی) ٹیکسلا

چوہدری منیر احمد

اسسٹنٹ پروفیسر یونیورسٹی کالج آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی میرپور (آزاد کشمیر)

علامہ شبلی نعمانی

حالات زندگی، علمی تصنیفی اور دینی خدمات

منسوب بہ امام اعظم نعمان بن ثابت بوجہ عقیدت ابتدائی تحریروں میں محمد شبلی، بعد میں شبلی نعمانی ولادت (بندول اعظم گڑھ ۱۸۵۷ء) والد بزرگوار شیخ حبیب اللہ ایک خوش حال زمیندار اور کامیاب وکیل تھے ان کی تعلیم قدیم طرز پر ہوئی تھی۔

اساتذہ میں سب سے زیادہ مولانا محمد فاروق چریا کوٹی (منطق اور معقولات کے استاد) اور مولانا فیض الحسن سہارنپوری (ادب عربی کے استاد) سے متاثر ہوئے۔

علمی وادبی مشغلہ اختیار کرنے سے پہلے وکالت کی طرف توجہ کی مگر طبعی مناسبت نہ ہونے کی وجہ سے دل نہ لگا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یکم فروری ۱۸۸۳ء کو علی گڑھ کالج میں عربی کے اسسٹنٹ پروفیسر مقرر ہو گئے اور سر سید کے رفقاء میں شامل ہوئے۔ آپ نے تاریخ 'سیرت النبیؐ ' کلام اور علم الکلام پر کتابیں لکھیں۔ آپ ۱۸ نومبر ۱۹۱۴ء کو خالق حقیقی سے جا ملے۔(۱)

علامہ شبلی نعمانی کی کتب کی فہرست

۱۔	مثنوی صبح امید	طبع ۱۸۸۴ء
۲۔	مسلمانوں کی گذشتہ تعلیم (ایک رسالہ)	طبع ۱۸۸۷ء
۳۔	المامون	طبع ۱۸۸۷ء
۴۔	سفر نامہ شام و روم	۱۸۹۲ء
۵۔	سیرۃ النعمان	۱۸۹۳ء
۶۔	الفاروق	۱۸۹۹ء
۷۔	الغزالی	۱۹۰۲ء
۸۔	علم الکلام	۱۹۰۴ء
۹۔	الکلام	۱۹۰۴ء
۱۰۔	سوانح مولانا روم	ایضاً
۱۱۔	موازنہ انیس و دبیر	(ت۔ن)
۱۲۔	تاریخ شعر العجم پانچ جلدیں	جلد اول۔ طبع ۱۹۰۸ء

چار جلدیں زندگی میں طبع ہوئی اور جلد پنجم ان کے انتقال کے بعد طبع ہوئی۔

۱۳۔	رسائل میں اورنگزیب عالمگیر پر ایک نظر	۱۹۰۸ء
۱۴۔	سیرۃ النبی۔ جلد اول۔ جلد دوم۔	۱۹۱۳ء(۲)

علامہ شبلی کی زندگی کے چند نامور کام

۱۔ اعظم گڑھ میں ایک نیشنل سکول کا قیام ۱۸۸۳ء

۲۔ ندوۃ العلماء کی تحریک اور ترقی' حیدر آباد میں قیام (۱۹۰۱ء تا ۱۹۰۵ء)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۳۔ سررشتۂ علوم وفنون اور انجمن ترقی اردو کی نظامت جنوری (۱۹۰۳ء)

۴۔ دار العلوم ندوہ کی معتمدی (۱۹۰۵ء تا ۱۹۱۳ء)

۵۔ الندوۃ یعنی ندوۃ العلماء کے رسالے کی ادارت (۱۹۰۴ء تا ۱۹۱۲ء)(۳)

منہج

سیرت کے اصولوں کا التزام

علامہ شبلی نعمانی نے سیرۃ النبیؐ لکھتے ہوئے نہایت مفصل مقدمہ تحریر کیا اور درج ذیل اصول متعین کئے ہیں۔

۱۔ مطالعہ سیرت النبیؐ قرآن حکیم کے حوالے سے۔

۲۔ مطالعہ سیرت النبیؐ احادیث نبویہؐ کے حوالے سے۔

۳۔ مطالعہ سیرت النبیؐ کتب تاریخ کے حوالے سے۔

۴۔ اصول روایت اور درایت اور مطالعہ سیرت النبیؐ۔

آئندہ سطور میں علامہ شبلی نعمانی کی کتاب سیرۃ النبی ﷺ کے بارے میں ان اصولوں کی وضاحت کی گئی ہے۔ جو علامہ نے اپنی کتاب سیرۃ النبی ﷺ لکھتے ہوئے ملحوظ رکھے تھے۔

علامہ شبلی نے سیرت النبیؐ لکھتے وقت چند اصول متعین کئے اور پھر ان اصولوں کی پیروی خود شبلی نعمانی اور ان کے شاگرد رشید سید سلیمان ندوی نے کی ہے۔ سید سلیمان ندوی اپنے ایک مضمون ''میری محسن کتابیں'' میں لکھتے ہیں۔

سیرت نبویؐ کی ہر بحث میں قرآن پاک میری عمارت کی بنیاد ہے اور حدیث نبویؐ اس کے نقش ونگار ہیں اور اب یہی دونوں میرا سرمایہ اور یہی میرا زادِ راہ ہیں۔(۴)

علامہ شبلی نعمانی نے قرآن مجید کے بیانات کو باقی روایات پر مقدم رکھا ہے۔ کیونکہ بہت سے واقعات کے متعلق خود قرآن مجید میں ایسی تصریحات یا اشارے موجود ہیں جن سے اختلافی مباحث کا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سیرۃ النبیؐ جلد اول کے مندرجات

سیرۃ النبیؐ کی پہلی جلد میں دو مقدمات ہیں پہلا مقدمہ سیرت نگاری کی ضرورت و اہمیت' آغاز و ارتقاء روایت ودرایت کے اصول اور معروف تصانیف پر روشنی ڈالتا ہے مصنف نے پہلے سیرت کی علمی حیثیت کو واضح کیا ہے۔ قدیم اہل علم نے سیرت نبوی کے متعلق جو سرمایہ فراہم کیا ہے' اس کی مختصر تاریخ بیان کی ہے سیرت کا حدیث اور تاریخ سے کیا تعلق ہے اس کو نمایاں کیا ہے روایات کی چھان بین کے لئے درایت کے محدثانہ اصول سے بحث کی ہے۔ آخر میں مغربی مصنفین کی کتب سیرت پر مختصر تبصرہ' اور ان کی غلط بیانیوں کی نشان دہی اور تجزیہ کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ کوئی بھی مغربی مصنف سیرت رسول پر کتاب لکھ ہی نہیں سکتا۔

آخر میں تین صفحات میں ان اصولوں کا ذکر جن پر سیرۃ النبیؐ کی بنیاد رکھی۔

دوسرے مقدمے میں عرب کی قدیم سیاسی' تمدنی اور مذہبی تاریخ ہے عرب کا جغرافیہ' قدیم تاریخ کے مآخذ اقوام اور قبائل کے رہن سہن اور رسم و رواج کے بارے میں بنیادی معلومات' تعمیر کعبہ' اور ذبح اسماعیل کا ذکر بھی ہے۔

بقول شاہ معین الدین احمد ندوی

یہ مقدمے اپنے ٹھوس علمی مباحث کے باعث مستقل تصنیف کی حیثیت رکھتے ہیں۔(۷)

ان دونوں مقدمات کے بعد اصل کتاب شروع ہوتی ہے نبی کریم ﷺ کا سلسلہ نسب' آباؤ اجداد کا ذکر ولیم میور کے اس دعوے کا جواب کہ نبی کریم ﷺ حضرت اسماعیل کی اولاد سے نہ تھے۔ ظہور قدسی کے عنوان سے آپ کی ولادت باسعادت کا ذکر جس انداز سے کیا ہے' وہ حصہ یقیناً اردو ادب کا شاہکار ہے۔

جلد دوم

اس میں اشاعت اسلام کی کوششوں کا تذکرہ مختلف قبائل کے وفود کی آمد' اور ان کا قبول

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسلام' مدینہ منورہ میں حکومت الٰہیہ کی تاسیس' مرض الوفات اور وصال تک پیش آنے والے تمام اہم واقعات کا ذکر' اس انداز سے جس سے آپ کی پیغمبرانہ صداقت اور اخلاقی عظمت پوری طرح واضح ہو جاتی ہے۔ اور مخالف بھی عقیدت و احترام سے سر جھکانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ جہاں تک خالص سیرت نبویؐ کا تعلق ہے وہ ابتدائی دو جلدوں میں مکمل ہو جاتی ہے۔ باقی جلدوں میں نبی پاک کے سوانح کے ساتھ آپ کے لائے ہوئے دین کا مکمل خاکہ قارئین کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ یہ کام سید سلیمان ندوی نے باقی جلدوں میں اسلامی تعلیمات کی تفصیل پیش کر کے سرانجام دیا۔

یورپین تصنیفات کے حوالے سے علامہ شبلی نعمانی کا مؤقف

علامہ شبلی کے سامنے یورپین تصانیف کا دفتر تھا۔ یہ کتابیں انگریزی' فرانسیسی اور جرمن زبانوں میں لکھی گئی تھیں انہوں نے مغربی زبان دانوں کی مدد سے اس سارے مواد تک رسائی حاصل کی جو ان تصانیف کے لئے ضروری تھا۔ علامہ شبلی ایک خط میں لکھتے ہیں کہ سیرت نبوی جو زیر تصنیف ہے۔ میں جانتا ہوں کہ یورپ کے مصنفین نے جو کچھ آنحضرت ﷺ کے متعلق لکھا ہے اس کی پوری واقفیت حاصل کی جائے تاکہ ان کے تائیدی بیان حسب موقع حجت الزامی کے طور پر پیش کئے جائیں اور جہاں انہوں نے غلطیاں اور بد دیانتیاں کی ہیں' نہایت زور و قوت کے ساتھ ان کی پردہ دری کی جائے۔(۸)

حقیقی دور کا آغاز سرسید احمد خان م ۱۸۹۸ء اور ان کے رفقاء سے ہوا سرسید کے دینی افکار ہیں تجدد کا رنگ غالب تھا اور راسخ عقیدہ علماء کو ان سے حد درجہ اختلاف تھا اور ہے۔ سرسید نے جذبہ ایمانی اور خالص جرات رندانہ سے کام لے کر اپنے ہم عصر مستشرق سر ولیم میور کی دلآزار تصنیف دی لائف آف محمدؐ (حیات محمدؐ) کی اشاعت پر خاموشی کو گناہ کے برابر خیال کا ہے اور ذرائع کی کمی کے باوجود اہانت رسول کا خاموش بدلہ لینے کے لئے اپنا تن من دھن سب لگا دیا اور خالص علمی سطح پر میور کی کتاب پر تنقید و محاکمہ کر کے' مناظرانہ رنگ سے پاک' تاریخی حقائق و اسناد پر مبنی ایک جوابی کتاب

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

''الخطبات الاحمدیه فی العرب والسیرة المحمدیه'' لکھی یوں انیسویں صدی کے اواخر سے یورپی مصنفین بالخصوص مستشرقین کے مقابلہ میں ایک جوابی علمی تحریک کا آغاز ہوگیا۔

یہ بڑا اہم دور تھا۔ یہی وہ زمانہ تھا جب مستشرقین یورپ فی الواقع سیرت رسولؐ کے اصل عربی مآخذ سے علمی طور پر واقف ہوئے اور پھر ان ہی کی منظم کوششوں سے بہت سے مآخذ زیور طبع سے آراستہ ہوکر مسلمانوں تک پہنچے ۔ اسی دور میں مستشرقین نے اسلام اور پیغمبر اسلام پر اپنے شدید حملے جاری رکھے۔ اسی دور میں سیرت رسول پر متعدد کتابیں لکھی گئیں لیکن جو شہرت اور بقائے دوام علامہ شبلی م (۱۹۱۴) کی کتاب سیرۃ النبی کو حاصل ہوئی وہ کسی اور کے حصے میں نہیں آئی۔ علامہ شبلی نے چند مستشرقین کی انفرادی کوششوں کو ہی نشانہ تنقید نہیں بنایا بلکہ انہوں نے پورے گروہ مستشرقین کو اپنے سامنے رکھا جو اسلام اور علوم اسلامی پر بالعموم اور سیرت رسول پر بالخصوص طبع آزمائی کر رہا تھا۔ علامہ شبلی اپنی کتاب سیرۃ النبی کو ایک دائرہ المعارف بنانا چاہتے تھے۔ اس لئے یہ ناممکن تھا کہ وہ مستشرقین کے مطالعۂ سیرت کو معیار تنقید پر نہ پرکھتے اور نہ زیر بحث لاتے۔ بلکہ مستشرقین کی نام نہاد علمی تحقیقات کا پردہ چاک کرنا اور سیرت کے حوالہ سے ان کی غلط بیانیوں پر تنقید و تعصب تو گویا انتہائے مقصود تھا۔ اور ان کی زندگی کی آخری خواہش تھی غالباً اسی لئے انہوں نے سیرۃ النبیؐ کے مجوزہ خاکہ میں پانچواں حصہ خاص یورپین تصنیفات کے متعلق شامل کیا تھا۔ جو اگرچہ پورا نہ ہوسکا تاہم آنے والے کے لئے روشنی چھوڑ گیا اور یہ ثابت کر گیا کہ خود مولانا شبلی مسئلہ مستشرقین کی گہرائی اور گیرائی کا حد درجہ ادراک رکھتے تھے۔ بقول ڈاکٹر انور محمود خالد شبلی سیرت کی کتاب لکھ رہے تھے لیکن مستشرقین کی غلط بیانیوں اور اپنے ارباب روایت کی نادانیوں کی وجہ سے انہیں مورخ سے بڑھ مصنف بننا پڑا جیسا کہ ایک خط میں کہتے ہیں کہ مجھ کو تاریخ نہیں بلکہ عدالت کا فیصلہ لکھنا پڑتا ہے۔(۹)

جائزہ

حکیم عبدالرؤف دانا پوری اپنی کتاب کے پیش لفظ میں لکھتے ہیں۔

© rasailojaraid.com

اردو میں سیرت پر بہتر کتاب صرف ایک ہی اب تک لکھی گئی ہے۔ یعنی مولانا شبلی کی سیرت نبویؐ، مگر انہوں نے مغازی پر جو کچھ لکھا ہے بادلِ ناخواستہ! اس میں جو کچھ خامیاں ہیں اہل علم سے مخفی نہیں ہیں۔

خصوصاً غزوۂ بدر کے حالات میں تو انہوں نے عجیب وغریب جدت کے ہے تمام واقعات کو پلٹ دیا ہے تمام روایات صحیح کو ترک کر دیا ہے قرآن پاک سے غزوہ کے حالات کو مرتب کرنے کا دعویٰ کیا ہے۔ مولانا کی نیت خراب نہ تھی۔ واقعات میں الٹ پھیر اور مطالب میں ردو بدل انہوں نے اس لئے کیا کہ عیسائیوں کو جواب دیا جائے اور بتایا جائے کہ غزوہ بدر اس لئے نہیں ہوا تھا کہ رسول اللہ قریش کے قافلہ تجارت پر حملہ کرنے کی نیت سے نکلے تھے بلکہ اس لئے ہوا کہ خود قریش مدینہ پر حملہ کرنے آئے تھے۔ (۱۰)

علامہ شبلی نعمانی کی سیرۃ النبی کو بہت سے اہل علم وفضل نے اپنے موضوع پر ایک مکمل اور جامع کتاب قرار دیا ہے ڈاکٹر سید عبداللہؒ جامعیت کو اس کا بنیادی وصف قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اردو میں اس موضوع پر لکھی جانے والی کوئی کتاب اس کی ہم سر نہیں ہے۔ (۱۱)

ڈاکٹر سید عبداللہ نے سیرۃ النبی کی تعریف کے ساتھ اس کے بعض کمزور پہلوؤں کی بھی نشان دہی کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

سب سے پہلے تو یہ محسوس ہوتا ہے کہ اپنے بار بار کے دعوے کے باوجود بہت سے مقامات پر شبلی کی رائے معذرت خواہانہ اور مدافعانہ ہے۔ شبلی نے مؤرخین یورپ کے اعتراضات سے دب کر آنحضرت کے غزوات کے سلسلے میں ضرورت سے کچھ بہت زیادہ معذرت کا لہجہ اختیار کیا ہے اسی طرح غلامی اور تعدد ازدواج کے مسئلے کے تجزیے میں بہت کچھ دبے دبے نظر آتے ہیں۔ (۱۱)

کتاب کا وہ حصہ بھی قدرے تحقیق طلب ہے جس کا تعلق غزوات کے جغرافیے سے ہے۔

© rasailojaraid.com

شبلی کے لئے یہ ممکن نہ ہوا کہ وہ ان مقامات کا خود مشاہدہ کرتے جہاں جنگیں ہوئیں بعد کے مصنفین، ڈاکٹر حمید اللہ، بریگیڈیئر گلزار احمد اور قدرے ہیکل نے تلافی کی کوشش کی ہے اور غزوات و سرایا کے محل وقوع کے تعین کا اہتمام کیا ہے۔(۱۲)

علامہ شبلی نعمانی کے تسامحات کی نشاندہی

علامہ شبلی نے اس روایت کا انکار کیا جس رات حضور علیہ السلام کی ولادت باسعادت ہوئی اس رات ایوان کسریٰ کے چودہ کنگرے گر گئے اور آتش فارس، بجھ گئی، علامہ نے اس کی دلیل یہ پیش کی کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں یہ روایت مذکور نہیں۔(۱۳)

مولانا محمد ادریس کاندھلوی م (۱۹۷۴) نے علامہ شبلی پر ان الفاظ میں تنقید کی ہے:

سبحان اللہ یہ اس حدیث کے موضوع ہونے کی عجیب دلیل ہے کیا کسی حدیث کا بخاری و مسلم یا صحاح ستہ میں موجود نہ ہونا اس کے موضوع یا ضعیف ہونے کی دلیل ہو سکتا ہے۔ امام بخاری اور امام مسلم نے مثلاً بلا شک صحیح حدیثوں کے لانے کا التزام کیا مگر استیعاب اور احاطہ نہیں کیا، اور کون کر سکتا ہے امام بخاری وغیرہ نے کہیں یہ دعویٰ نہیں کیا کہ صحیحین یا صحاح ستہ کے علاوہ کوئی حدیث صحیح اور معتبر نہیں بلکہ کتب اصول میں امام بخاری اور امام مسلم سے اس کے برعکس منقول ہے:(۱۴)

قال البخاری ما اوردت فی کتابی ھذا الا ما صح و لقد ترکت کثیراً من الصحاح وقال مسلم الذی اوردت فی ھذا الکتاب من الاحادیث صحیح ولا اقول ان ما ترکت ضعیف۔

امام بخاریؒ کہتے ہیں کہ میں اپنی اس کتاب میں سوائے صحیح حدیث نہیں لایا اور بہت سی صحیح حدیثوں کو چھوڑ دیا ہے امام مسلم کہتے ہیں کہ جو حدیثیں اس کتاب میں لایا ہوں وہ سب صحیح ہیں میں یہ نہیں کہتا کہ جس کو میں نے چھوڑ دیا وہ ضعیف ہے۔(۱۵)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مولانا محمد ادریس فرماتے ہیں:

علی ھذا کسی حدیث کا صحاح ستہ میں نہ ہونا یہ بھی کسی محدث اور عالم کے نزدیک حدیث کے موضوع ہونے کی دلیل نہیں۔ بلکہ خود علامہ شبلی نے اپنی سیرت میں صدہا ایسی روایتیں لی ہیں کہ جو نہ صحیح بخاری میں ہیں اور نہ صحیح مسلم میں ہیں اور نہ صحاح ستہ کی کسی کتاب میں ان کا پتہ معلوم ہے۔معلوم ہوا کہ یہ اصول خود علامہ کے نزدیک بھی معمول بہ اور معتبر نہیں پھر نہ معلوم کیوں اس حدیث کو غیر معقول قرار دے رہے ہیں۔کیا کسی روایت کا بے دلیل انکار کر دینا اسی کا نام تحقیق اور تنقید ہے۔

طبرانی اور ابونعیم اور ابن عساکر نے باسانید متعدد حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حق جل شانہ کے منجملہ اکرامات و انعامات کے یہ ہے کہ میں مختون پیدا ہوا' اور میرا ستر کسی نے نہیں دیکھا۔ حافظ ضیاء الدین مقدسی نے مختارہ میں اس حدیث کو صحیح فرمایا: علامہ زرکشی فرماتے ہیں: کہ حافظ مقدسی کی تصحیح حاکم کی تصحیح سے کہیں اعلیٰ و ارفع ہے اور حافظ مغلطائی نے اس حدیث کو حسن بتایا ہے۔ ابونعیم نے سند جید کے ساتھ ابن عباس سے روایت کیا ہے۔(۱۶)

ایوان کسریٰ میں زلزلہ آنا' فارس کا آتش کدہ بجھ جانا اور دریائے ساوہ کا خشک ہو جانا' اس پورے واقعہ کو مولانا نے زرقانی' شرح موطا مالک' الاستیعاب لابن عبد البر اور عیون الاثر (ابن سعید الناس) کے حوالوں سے خاص تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

علامہ شبلی نعمانی نے محمد بن عمر واقدی (م۔۲۰۷ھ) پر سخت تنقید کی ہے۔ لکھتے ہیں:

''واقدی کی لغو بیانی مسلمہ عام ہے ان کی شہرت بدنامی کی شہرت ہے۔ کتب سیرت کی اکثر بے ہودہ روایتوں کا سرچشمہ انہی کی تصانیف ہیں اگر واقدی سچا ہے تو دنیا میں اس کا کوئی ثانی نہیں اور اگر جھوٹا ہے تب بھی دنیا میں کوئی اس کا جواب نہیں۔(۱۷)''

مولانا محمد ادریس کاندھلوی نے علامہ شبلی کے اس تبصرہ پر سخت گرفت کی لکھتے ہیں:

دنیا میں سیرت' مغازی اور رجال کی کوئی ایسی کتاب نہیں جو واقدی کی روایات سے خالی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہو۔ فتح الباری، زرقانی شرح مواہب لدنیہ واقدی کی روایات سے بھری پڑی ہیں اور خود علامہ شبلی نے بھی بکثرت واقدی سے استفادہ کیا ہے۔ سیرۃ النبیؐ کے متعدد مواضع میں طبقات ابن سعد کی وہ روایتیں لی ہیں ۔ جن کا پہلا راوی ہی واقدی ہے علامہ شبلی نے طبقات کے صفحے اور جلد کا حوالہ بھی دیا ہے۔ مگر ان مواضع میں یہ نہیں بتایا کہ اس روایت کا پہلا ہی راوی واقدی ہے جس کو علامہ مشہور دروغ گو، افسانہ ساز اور ناقابل ذکر سمجھتے ہیں اور جابجا ناقابل ذکر الفاظ سے اس کا نام لیتے ہیں مگر جب علامہ اس مشہور دروغ گو سے روایت لیتے ہیں تو اس کے نام کی وضاحت نہیں کرتے البتہ اس دروغ گو کے شاگرد رشید یعنی ابن سعد نام سے روایت لیتے ہیں جو اسی دروغ گو اور افسانہ ساز سے ہوتی ہے۔ (۱۸)

مولانا محمد ادریس نے علامہ شبلی کی بات کو صرف گرفت اور اعتراض کی حد تک نہیں رہنے دیا کہ علامہ نے جہاں جہاں قارئین سے اس بات کو مخفی رکھنے کی کوشش کی ہے کہ وہ واقدی کو ناقابل اعتبار ٹھہرانے کے باوجود اس کی روایت کو اپنی کتاب میں جگہ دے رہے ہیں، مولانا کاندھلوی نے ایسے مقامات کی نشاندہی بھی کی ہے۔

بطور نمونہ واقدی کی چند روایات ہدیہ ناظرین میں جن کو علامہ شبلی نے سیرۃ النبیؐ میں لیا ہے:

۱۔ قصی نے مرتے وقت حرم محترم کے تمام مناصب سب سے بڑے بیٹے عبد الدار کو دیئے۔ طبقات ابن سعد ص ۴۱ جلد۔ اول ۔ سیرۃ النبی ص ۱۵۴ ۔ ج ا۔ علامہ نے یہ واقعہ بحوالہ طبقات ابن سعد نقل کیا ہے۔ جو صرف واقدی سے منقول ہے۔

۲۔ عبد اللہ کے ترکہ میں اونٹ بکریاں اور ایک لونڈی تھی ۔ جس کا نام ام ایمن تھا۔ الخ طبقات ابن سعد ص ۶۲ ج ا سیرۃ النبیؐ ص ۱۵۸ یہ واقعہ بھی طبقات میں صرف واقدی سے منقول ہے واقدی کے بعد کسی سند کا ذکر نہیں ہے۔

۳۔ ابن سعد نے طبقات ص ۷۱ ج ا میں روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ میں تم سب سے فصیح تر ہوں کیونکہ میں قریش خاندان سے ہوں اور میری زبان بنی سعد کی زبان ہے۔ سیرت النبی ص ۱۶۲ ج ا اس کا راوی بھی محمد عمر واقدی ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

(61) [illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شبلی اور سید صاحب اصلاً مورخ اور متکلم تھے۔ دونوں کی محققانہ اور متکلمانہ عظمت ان کی تاریخ اور کلامی تحریروں میں زیادہ نمایاں محسوس ہوتی ہے۔شبلی کی ادبیت اور سید صاحب کی تحقیق نے مل کر ایک ایسی کتاب کی شکل اختیار کی جس کو علوم سیرت کا دائرہ المعارف کہنا چاہئے۔

الحاصل شبلی و سلیمان کی سیرت النبی ﷺ نے برصغیر میں سیرت کے ادب پر اتنا گہرا اثر ڈالا ہے کہ شاید ہی آج سیرت پر کوئی تحریر اردو زبان میں ایسی ملے جس پر کسی نہ کسی رنگ میں سیرت النبی ﷺ کے اثرات نہ ہوں۔(۲۰)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حواشی

۱۔ جامعہ پنجاب: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج: ۱۱، ص: ۶۵۱

۲۔ نفس المصدر، ج: ۱۱، ص ۶۵۱

۳۔ جامعہ پنجاب: اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج: ۱۱، ص: ۶۵۰

۴۔ الندوی، شاہ معین الدین: حیات سلیمان، ص: ۶۷۵

۵۔ نعمانی، شبلی: سیرت النبیؐ، ج: I، ص: ۶۴

۶۔ نعمانی، شبلی: سیرۃ النبیؐ، ج: I ص: ۶

۷۔ انور محمود خالد، ڈاکٹر: اردو نثر میں سیرت رسولؐ، ص: ۵۴۲

۸۔ مکاتیب شبلی، ج: I، ص: ۲۰۱

۹۔ مکاتیب شبلی: حصہ اول، ص: ۲۱۳

۱۰۔ دانا پوری، حکیم عبدالرؤف: اصح السیر، ص: ۶۰۵

۱۱۔ (الف) انور محمود خالد، ڈاکٹر: اردو نثر میں سیرت رسولؐ، ص: ۵۸۸

(ب) ادارہ تحقیقات اسلامی: فکر و نظر، ص: ۸۳

۱۲۔ (الف) انور محمود خالد، ڈاکٹر: اردو نثر میں سیرت رسولؐ

(ب) ادارہ تحقیقات اسلامی: فکر و نظر، ص: ۵۹۲، ص ۸۳۱

۱۳۔ نعمانی، شبلی: سیرۃ النبیؐ ج: I، ص ۴۷۰

۱۴۔ کاندھلوی، مولانا ادریس: سیرۃ المصطفیٰ، ج: I، ص: ۶۰

۱۵۔ زرقانی، محمد بن عبدالباقی بن یوسف: شرح الزرقانی علی موطا الامام مالک، ج: I، ص: ۱۲۴

۱۶۔ کاندھلوی، مولانا محمد ادریس: سیرۃ المصطفیٰ، ج: I ص: ۶۱۔

۱۷۔ نعمانی، شبلی: سیرۃ النبی ﷺ، ج: I، ص: ۲۸

۱۸۔ کاندھلوی، مولانا محمد ادریس: سیرۃ النبیؐ ج: I، ص ۱۰۷

۱۹۔ نعمانی، شبلی، سیرۃ النبیؐ ج: I، ص: ۴۴۰

۲۰۔ انور محمود خالد، ڈاکٹر: اردو نثر میں سیرت رسولؐ، ص: ۵۹۵

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مآخذ

۱۔ جامعہ پنجاب: دائرۃ المعارف الاسلامیۃ، لاہور، ط: I، ج: ۲۱ص: ۵۶۱، ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵م

۲۔ ندوی، شاہ معین الدین: حیات سلیمان،

۳۔ نعمانی، شبلی: سیرۃ النبیؐ، لاہور، ج: ۴، مکتبۃ مدنیہ، اردو بازار، ۱۴۰۸ھ

۴۔ انور محمود خالد، ڈاکٹر: اردو نثر میں سیرت رسول، لاہور ط: I اقبال اکیڈمی، ۱۹۸۹ا

۵۔ ندوی، سید سلیمان: مکاتیب شبلی، اعظم گڑھ، دار المصنفین ط: ۲، ۱۹۲۸ء

۶۔ دانا پوری، عبد الرؤف: اصح السیر، کراچی، تجارت کتب، نور محمد کارخانہ،

۷۔ ادارہ تحقیقات اسلامی، فکر و نظر ۱۰ اپریل ۱۹۷۶ء

۸۔ کاندھلوی، محمد ادریس: سیرۃ المصطفیٰ، لاہور، ط: I

۹۔ محمد حمید اللہ، ڈاکٹر: عہد نبوی کے میدان جنگ، راولپنڈی ط: I علمی مرکز ۱۹۹۸م۔

۱۰۔ زرقانی، محمد بن عبد الباقی بن یوسف: شرح الزرقانی علی موطا الامام مالک، بیروت دار الکتب العلمیۃ: ج، ع۔

© rasailojaraid.com